خالد مسعود صاحب

افاداتِ فراہیؒ

ملکوت اور سنّۃ اللہ

ملکوتِ الٰہی کا یہ پہلو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے، ہمیشہ سے واضح ہے۔ قرآن کی تصریح کے مطابق امتوں کے ساتھ خدا کا جو معاملہ رہا ہے وہ ٹھیک اس کی اس سنت کے مطابق تھا۔ ایک جگہ فرمایا ہے:

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى	کہہ دو! اے میری قوم تم اپنی جگہ عمل کیے جاؤ
مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ فَسَوْفَ	میں اپنی جگہ عمل کیے جاؤں گا۔ پھر عنقریب تم جان
تَعْلَمُوْنَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ	لوگے کہ انجام کار کس کے حق میں ہوتا ہے۔ البتہ
الدَّارِ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (انعام ۱۳۵)	یہ حقیقت ہے کہ ظالم کامیاب ہونے کے نہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ انجام کار زمین کی وراثت متقیوں کو حاصل ہوگی۔ رہے ظالم تو اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کردے گا۔ یہی بیان زبور میں بھی ہے اور یہی خدا کے عدل، اس کی قدرت اور علم سے مطابقت بھی رکھتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو دوام حاصل ہے اس لیے اس کی سنّت کو بھی دوام ہے، اس میں تبدیلی نہیں ہوتی، اسی لیے فرمایا:

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا	اور تو خدا کی سنّت میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پائے گا

البتہ اللہ تعالیٰ کا ہر معاملہ اس کی حکمت کے مطابق ہوتا ہے اور یہ بھی خدا ہی کی
ایک سنت ہے۔

سُنت اللہ کو جاننے کے طریقے

سُنت اللہ کو جاننے کے تین طریقے ہیں :۔

(الف) یہ معلوم کرنا کہ خدا کی کامل صفات مثلاً حکمت، رحمت، عدل اور علم کا
تقاضا کیا ہے۔

(ب) اس مشاہدے کے ذریعے کہ گزشتہ قوموں کے ساتھ خدا نے کیا معاملہ کیا اور آج
کل کی قوموں کے ساتھ کیسے معاملہ کر رہا ہے۔ گزشتہ قوموں کے بارے میں آسمانی کتابیں
صحیح معلومات فراہم کرتی ہیں۔

(ج) اس تحقیق کے ذریعے کہ خدا نے اپنی کتابوں میں کیا کیا وعدے فرمائے ہیں،
مثلاً جیسے اہل کتاب کے تورات وانجیل کے رویّہ کے بارے میں فرمایا :

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ	اگر وہ قائم کرتے تورات اور انجیل کو
وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ	اور اس ہدایت کو جو ان پر ان کے رب کی طرف
رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ	سے اتاری گئی تو وہ اپنے اوپر سے اور اپنے
مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ (مائدہ ۶۶)	پیروں کے نیچے سے رزق پاتے۔

اِن تین ذرائع سے بہت سی باتیں متفقہ طور پر ثابت ہو جاتی ہیں جس سے ہمیں
یقین ہو جاتا ہے کہ یہی فی الحقیقت سُنّۃ اللہ ہیں۔

انسان سے متعلق ملکوتِ الٰہی

اب ہم اختصار کے ساتھ قرآن مجید سے وہ اصول جمع کرتے ہیں۔ جن کے مطابق
انسان کے معاملات میں خدا کا حکم جاری ہوتا ہے :۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل عطا کی ہے اور خیر و شر کا اِلہام اُسے ودیعت
فرمایا ہے۔

(۲) اُس نے اِختیار کی آزادی دی اور خلافت عطا کی۔

(۳) جس طرح وہ بارش برسا کر اپنی رحمت عام کرتا ہے، اسی طرح اس کے عقل کی تکمیل کے لیے وحی بھیجنے کا انتظام فرمایا۔

(۴) اپنی طرف مائل کرنے کے لیے اس نے اچھے اور بُرے حالات میں انسان کو مبتلا کیا۔

(۵) وہ حق کی نصرت فرماتا ہے اور باطل کو مٹاتا ہے۔

(۶) وہ خیر اور شر کے نتائج امن و خوف اور نور و ظلمت کی شکل میں ظاہر کرتا ہے۔

(۷) وہ نور و ظلمت کو اتنا نمایاں کرتا ہے کہ الگ الگ ہو جاتے ہیں۔

(۸) ظلمت کے پھیلنے پر نافرمانوں کو مہلت دیتا ہے اور اس کے بعد انھیں ہلاک کر دیتا ہے۔

(۹) انسان سے جیسا عمل ظاہر ہوتا ہے ویسا ہی اس کا نتیجہ مترتب فرماتا ہے، جیسے فرمایا:

فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ (صف ۵)	پھر جب وہ کج ہو گئے تو خدا نے ان کے دلوں کو کج کر دیا۔

دُوسری جگہ فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝	جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے یکساں ہے انھیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مُہر کر دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لیے عذاب عظیم ہے۔ (بقرہ ۶-۷)

یہاں کفر کا جو نتیجہ بیان فرمایا گیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ کفر خود ایک پردہ ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں انسان کے حواس پر بالکل ظاہر ہیں، اس لیے جو شخص کفر کرتا

ہے وہ درحقیقت غفلت کرتا ہے اور جانتے بوجھتے اپنے آپ کو اندھا بہرا بنالیتا ہے۔ یہ رویہ تو اس کا عقلی لحاظ سے ہوتا ہے۔ دوسرے پہلو سے دیکھا جائے تو وہ اس طرح اخلاق کی بنیاد شکر کو منہدم کردیتا ہے، اسی لیے اس کو عذاب بھی دیا جائے گا۔ اس کے طرز عمل کی حقیقت گویا ایسی ہے جیسے خدا نے اُسے نعمتوں سے نوازا مگر اس نے ان کی طرف سر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

ایک اور موقع پر یوں آیا ہے :

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ (مائدہ ۱۳)

پس ان کے میثاق توڑنے کے سبب سے ہم نے ان پر لعنت کردی اور ان کے دلوں کو سخت کردیا کہ وہ کلمات کو ان کے مواقع سے پھیرتے ہیں اور جو یاد دہانی ان کو کرائی گئی تھی اس کے ایک حصے کو انھوں نے بھلا دیا۔

میثاق و عہدنامہ ایک ایسی چیز ہوتی ہے جس کی خلاف ورزی سے ہمیشہ ڈرا جاتا ہے، اس کے الفاظ کی حفاظت ہر چیز سے بڑھ کر ہوتی ہے اور اس کی یاد ہر وقت دل میں مستحضر رکھی جاتی ہے۔ یوں بھی میثاق بندے کے لیے سب سے اونچا درجہ ہے کیونکہ اس کی بدولت وہ اپنے رب کے ہاں اپنے کچھ حقوق رکھتا ہے۔ یہ مرتبہ اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ خاص نعمت کے لیے کسی کو چن لے اور اس کو تمام لوگوں پر فضیلت دے دے۔ اس کے بالمقابل لعنت کی حقیقت دھتکار دینا ہے۔ پس جب کسی نے میثاق کی خلاف ورزی کی تو وہ لعنت کا مستحق ہوگیا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ہر بُرے کام کے کچھ ایسے نتیجے اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے جو اس کام سے حقیقی اور سچی مناسبت رکھتے ہیں۔

ملکوت کا تصرّف ظاہر سے باطن کی طرف

قرآن مجید میں ارشاد ہے :-

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ

اے ایمان والو! جب دشمن کی کسی ٹولی سے

فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (انفال ۴۵-۴۶)	تمھاری مڈبھیڑ ہو جائے تو ثابت قدم رہا کرو اور اللہ کا خوب ذکر کیا کرو تاکہ تم کامیاب ہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اختلاف نہ کرو ورنہ کمزور ہو جاؤ گے اور تمھاری ہوا اکھڑ جائے گی اور ثابت قدمی دکھاؤ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ثابت قدموں کے ساتھ ہوتا ہے۔

یہاں فلاح وکامرانی کا انحصار دو چیزوں پر بتایا : ایک صبر اور دوسری، خدا کا ذکر۔ اس حقیقت کی نظیر بھی موجود ہے۔ فرمایا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (بقرہ ۱۵۳)	اے ایمان والو! ثابت قدمی اور نماز سے مدد چاہو۔ بے شک اللہ ثابت قدموں کے ساتھ ہے۔

ایک اور موقع پر اپنی خصوصی امداد کو صبر اور تقویٰ کے ساتھ مشروط کیا ہے، فرمایا :

بَلٰۤى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝ (آل عمران ۱۲۵)	ہاں! اگر تم ثابت قدم رہو گے اور بچتے رہو گے اور وہ تمھارے اوپر ابھی آدھمکیں تو تمھارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے تمھاری مدد فرمائے گا جو اپنے خاص نشان لگائے ہوئے ہوں گے۔

فلاح وکامیابی کا صبر وتقویٰ کے ساتھ یہ تعلق مبنی ہے بندے کے توکّل اور پروردگار کی غیرت پر۔ بندہ جب پروردگار پر بھروسہ کرتا ہے اور اپنے گردوپیش کی ہر چیز کا سہارا چھوڑ دیتا ہے تو خدا کی غیرت جوش میں آتی ہے وہ اس کی نصرت فرماتا ہے اور اپنی جانب کی رُوح سے اس کی تائید فرماتا ہے۔